جلد ۳ | ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ | نمبر

ہمارے مالاباری بھائی

پایونیر کے خاص تار سے بھی جو

گزشتہ اشاعت میں ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے اور اُن خطوط سے بھی جو اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ) کے حضور پہنچ چکے ہیں اور جنمیں سے بعض ہم انشاء اللہ آیندہ شائع کرینگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ حقہ کے مخالف وہاں ہمارے برادران دینی کو بڑی اذیتیں دے رہے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ دشمن اسکے مٹانے میں خواہ کیسی ہی سر توڑ کوششیں کریں یہ ضرور سرسبز ہوگا اور پھلے پھولے گا کیونکہ خود خدا کا لگایا ہؤا پودا ہے اور اُس تعالیٰ نے اسکی آبیاری کے بڑے بڑے وعدے فرمائے ہیں جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتے۔ پس ہمارے بھائی ان مخالفین کی شرارتوں سے ہرگز مرعوب و دل شکستہ نہوں کہ خدائے غیور و قہار خود انکی مدد پر ہے۔ اسکے ساتھ ہی چونکہ گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ مظلوموں کی دادرسی میں۔ امن دوست و صلح شعار رعایا کی حمایت و حوصلہ افزائی میں۔ پھر دین الحق کی آزادانہ تبلیغ واشاعت کا موقعہ دینے میں فی زماننا ایک بے عدیل حکومت ہے۔ لہٰذا اسکی سچے دل اور پورے اخلاص سے قدر کرنی چاہیئے۔ اُدھر سلسلہ حقہ کے دشمن بھی یاد رکھیں کہ جو لوگ خدا کے مامور و مرسل (حضرت مسیح موعودؑ و مہدی معہودؑ) کو رد کر کے کسی **خونی مہدی** کے انتظار میں گورنمنٹ کی ناشکری و کفران نعمت کرینگے ضرور ہے کہ جلدی یا بدیر اس خطرناک عقیدہ و طرز عمل کا خمیازہ بھگتیں۔ ہمارے مالاباری بھائیوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کی اس خسروانہ عنایت پر کہ وہ انھیں اپنا جُدا قبرستان و مسجد بنانے کو قطعہ زمین دینے کا فیصلہ فرما چکی ہے۔ خاص جلسہ کر کے شکریہ کا ریزولیوشن پاس کریں اور مخالفوں کو برابر تبلیغ کئے جائیں کہ آنیوالا آچکا ہے۔ اسلام کے عقائد حقہ کی رو سے اب نہ آسمان سے کوئی مسیح اُترے گا نہ زمین پر کوئی تلوار کے زور سے دین پھیلانیوالا مہدی خروج کرے گا۔ پس اگر دونوں جہان میں اپنا بھلا چاہتے ہو تو ہمارے شہزادہ امن (مسیح موعودؑ) کا دامن پکڑ لو۔ تاکہ اُدھر مسیح محمدی کے انکار سے یہودیوں کی طرح خدا کی نظر میں قہر و غضب کے مستوجب نہ ٹھہرو اور اِدھر حکومت وقت کے بد خواہ یا باغیانہ خیالات کے حامی کار نہ سمجھے جاؤ۔ کاش مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ خسر الدنیا والآخرۃ کے وعید سخت سے بچنے کا فکر کریں۔ جس کا چارۂ کار اسوقت حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا ہے اور بس +

ضروری اطلاع

انجمن ہائے احمدیہ بیرونجات کیطرف سے

جو تاریں بخدمت جناب صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر بمراد لگائے جانے تار از بٹالہ تا قادیان دیگئی تھیں اسکے متعلق دفتر صاحب موصوف کے دفتر ہذا میں یہ جواب موصول ہؤا ہے کہ اس معاملہ میں ہر قسم کی خط و کتابت پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر براہ راست ہونی چاہیئے لہٰذا جملہ سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہؤا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

مولوی محمد علی صاحب کے ایک مطالبہ کا جواب

کل ۱۶۔ ستمبر کے پیغام میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جسمیں وہ چند باتیں مولوی عمر الدین صاحب شملوی کیطرف منسوب کر کے سیدنا و امامنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ایک ہفتہ تک اسکی تردید نہ ہوئی تو سمجھا جائے گا کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور آپ کی ہی تحریک سے مولوی عمر الدین نے ایسا کہا ہے +

چونکہ بعض واقعات ایسے ہو چکے ہیں جنکی وجہ سے اب ہم آپ پر اعتبار کرنے سے معذور ہیں۔ کیونکہ آپ نے انہیں لیتے کو ثقہ اور محتاط و معتبر ثابت نہیں کیا۔ مثلاً قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ کے معنے اللہ متوا کر چھوڑ دو۔ آپنے خلیفہ اول کیطرف منسوب کیئے۔ حالانکہ من انزل الکتب کے جواب میں قُلِ اللّٰهُ صاف بتا رہا ہے کہ یہاں اللہ متوا کر چھوڑ دو معنے نہیں ہو سکتے درس قرآن شریف کے نوٹ جو آپکی زندگی میں شائع ہوئے انمیں بھی یہ معنے نہیں پس ایسے عالی شان جلیل القدر فاضل کیطرف ایسے غلط معنے منسوب کرنے میں یہ جسارت صاف ظاہر کرتی ہے کہ آپ اپنا مطلب نکالنے کے لئے کسی کیطرف غلط بات منسوب کرنے سے ہرگز نہیں ہچکچاتے۔ بلکہ ایسی دلیل سے استدلال بھی کر لیتے ہیں جسے آپ خود بھی غلط سمجھتے ہوں چنانچہ آپنے لکھا ہے کہ یہ معنے میری تفسیر میں نہیں۔ ایسا ہی آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف ایک بات منسوب کی ہے کہ جو شخص ایکدفعہ دل سے لا الہ الا اللہ کہدے وہ مومن ہے خواہ پھر اس سے شرک کفر یا ظلم کیا کیوں نہ سرزد ہو۔ حالانکہ اس امام جلیل کا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے۔ پھر آپنے اپنا مطلب حل کرنے کے لیے حقیقۃ الوحی سے ایک حوالہ دیا ہے "پس میں اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا" حالانکہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵ پر اسی کے ساتھ یہ عبارت بھی ہے "لیکن جنہیں خود انہی کے ہاتھ سے انکی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے اُن کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں" لیکن حرف استدراک کہ بدون اس کے کلام پورا نہیں ہوتا۔ اسے آپنے چھوڑ کر ہم پر یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کا قلم معمولی آدمی تو کجا اپنے امام و مطاع کا کلام بگاڑنے سے بھی نہیں رُکتا۔ پھر اسی مضمون زیر جواب میں آپنے مولوی عمر الدین صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ عمر الدین نے اہل قبلہ کو کافر ثابت کرنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ حالانکہ اہل قبلہ تو احمدی بھی ہیں کیا انھیں بھی کافر ثابت کرینگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شدت غیظ و غضب میں اپنے حریف کیطرف ایسی باتیں بھی منسوب کیے جاتے ہیں جن کا وہ قائل نہ ہو۔ پھر سب سے بڑھ کر جیسے آپنے "فمن کفر بعد ذلک فاولٰئک هم الفاسقون کی ڈگری پاس کی ہے۔ اسوقت سے ہم مجبور ہیں کہ فَاِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا کے مطابق عمل کریں اس لئے جب تک مولوی عمر الدین صاحب خود یہ معاملہ دربار خلافت میں نہ پیش کریں گے۔ حضور خلافت مآب اسپر توجہ نہیں فرما سکتے۔ آپنے اسکے متعلق جو دھمکی دی ہے وہ بتاتی ہے کہ ایبٹ آباد کی سرد ہوا نے بھی آپ پر کچھ اثر نہیں کیا۔ آپ کے رفقاء تو کہتے ہیں کہ ہم پر بھی مولوی محمد علی صاحب کا حکم ناطق نہیں اور نہ ہم انکے تابع فرمان ہیں کیونکہ کسی غیر مامور کے حکموں کا اتباع انسان کو مشرک اور پیر پرست بنا دیتا ہے (جیسا کہ بدقسمتی سے آپ اور آپ کے دوست چھ سال تک متواتر اس گندی حالت میں رہے اور اب خدا خدا کر کے نجات پائی۔ اور دُنیا کے عجیب و غریب موحد   کی جماعت میں داخل ہوئے ہیں) اور ادھر آپ ہیں کہ ایک جماعت کے امام پر یہ حکم جتاتے ہیں کہ دیکھو جی اگر ہفتہ تک جواب نہ آیا تو یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مولوی صاحب ذرا سوچئے تو سہی کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں اور کس کو کہہ رہے ہیں۔ ایاز قدر خود بشناس اسقدر علو و استکبار۔ اگرچہ خاصہ انکار خلافت ہے تاہم متانت اور ضبط جوہر انسانیت ہے اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ اگر سیدی و مولائی حضرت خلیفہ ثانی کیطرف سے کوئی بات آپ کو پہنچی ہوتی۔ تب بھی آپ کا حق تھا کہ فلاں بات آپکی طرف سے بزبان فلاں و فلاں پہنچی ہے اسکی تردید کریں ورنہ آپکی طرف سے سمجھی جائے گی یا اگر آپکی جماعت میں سے کسی نے کوئی ایسی بات پھیلائی ہوتی جو اسلام کو نقصان پہنچانے والی ہوتی۔ تب بھی سوال ہو سکتا تھا کہ آپ اسے کیوں نہیں روکتے لیکن ایک ایسے مسئلہ میں جو اسلام میں کوئی بدعت نہیں پھیلاتا اور صرف ایک تاریخی تحقیق کے متعلق ہے میرے آقا کو کیا ضرورت ہے کہ اسکی تردید کریں۔ تاریخی تحقیقاتوں میں اختلاف تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اگر اسکی تردید ہونی شروع ہو تو اندھیر مچ جائے کل کو آپ یہ لکھ دینگے کہ فلاں احمدی سے فلاں غلطی ہوئی ہے اگر میاں صاحب فوراً اس عمل سے اپنی بیزاری کا اعلان نہ کریں تو وہ بھی اس سے متفق سمجھے جائینگے اگر مولوی عمر الدین صاحب نے یہ کہا بھی ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تین سال تک نبوت کی حقیقت کا علم نہیں ہوا۔ اور اس تحقیقات میں وہ غلطی پر بھی ہوں (گو ہم ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے ہم نے ان کا خیال اور دلائل نہیں سُنے) تب بھی اس میں کونسا اندھیر آگیا؟ بلکہ اگر یہ ثابت ہو جائے تو دشمنان اسلام پر ایک اور ضرب ہوگی اور ثابت ہوگا کہ آپ کا دعوے منصوبہ بازی کا نتیجہ نہ تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ براہین میں مسیح کو زندہ لکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ میرا دعوی منصوبہ بازی کا نتیجہ نہیں اور باوجود اسکے کہ خدا تعالے نے مجھے اسوقت ہی مسیح کہہ چکا تھا میں اسکی تاویل کرتا رہا (بتغیر الالفاظ) پس اگر ان کا خیال درست ہے تب تو حق ہے ہی لیکن اگر درست نہیں تو بھی صرف ایک تاریخی غلطی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پس ایسی معمولی بات کی تردید کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کا عزم بالجزم کبھی نہیں کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

بہرحال آپ کی تحریر کے جواب میں عرض ہے کہ:-

(۱) آپ لکھتے ہیں کہ اگر تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اندر انہوں نے تردید نہ کی تو یہی مذہب ان کا سمجھا جائیگا" میں آپکے اسی اصول کو آپکے سامنے پیش کر کے آپ سے

اور پہلے لکھا ہے۔ "جسقدر لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنھوں نے مجھے کافر ٹھہرایا" +

پوچھتا ہوں کہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۵ء کے پیسہ اخبار میں جو محمد صادق نام آپکے ایک مخلص کا مراسلہ چھپا تھا۔ جو چھپنے سے پہلے اس آپکے صادق اور مخلص دوست نے آپکو بھیج بھی دیا تھا جیسا کہ اس نے اس مراسلہ میں بھی ظاہر کیا تھا اس مراسلہ میں آپکے اسی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں لکھا تھا کہ "یہ سچ ہے کہ انہیں یعنی مرزا صاحب میں بھی بیشک اتنی شخصیت ضرور تھی کہ انکو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا" اور آج تک جبکہ اس پر ساڑھے چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے آپنے اس کی تردید نہیں کی اور نہ اس خط کے دیکھنے سے انکار شائع کیا۔ پس کیوں نہ آپکو اسکے ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ کے ساتھ متفق قرار دیا جاوے۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر میاں صاحب ایک ہفتہ کے اندر تردید شائع کرینگے تو آپکو اس کے ساتھ متفق سمجھا جائیگا اس کے مقابلہ میں یہاں تو بجائے سات روز کے قریباً سات مہینے گذر چکے ہیں اور اس کا لکھنے والا اس بات کا بھی دعوی کرتا ہے کہ میں یہ خط پہلے مولوی محمد علی صاحب کو بھیج چکا ہوں۔ اور آپنے آجتک نہ اس خط کے دیکھنے سے انکار شائع کیا اور نہ اس کی تردید ہی کی۔ تو کیا وجہ کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ نہ سمجھا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی یا رسول کہلانے کا شوق ضرور تھا۔

(۲) پھر دشنام دہی و افترا پردازی میں آپکے دست و بازو مریم عیسیٰ نے نہایت حقارت سے لکھا کہ مرزا صاحب کو چند الہامات اور کشوف ہوئے وہ بھی اپنے اور اپنے متعلقین کی بابت۔ اس کی بھی آپ کی طرف سے تردید نہیں ہوئی بلکہ کچھ تائید ہی ہوئی تو کیا وجہ ہے کہ اس بے ادبی گستاخی اور محسن کشی میں آپکو بھی شریک نہ سمجھا جائے کیونکہ آپنے اپنے شاگرد اور اس استاذ کی پیٹھ ٹھونکی۔ اور یہ نہ کہا کہ جس نے دعوی کیا ہے کہ مجھے اس قدر نشانات دیئے گئے ہیں کہ ہزار نبی پر بھی تقسیم ہوں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور جس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ مجھ سے فرمایا ہے امت محمدیہ میں کسی سے بھی نہیں کیا اس کے بارے میں یہ الفاظ بولنے کس قدر ہتک آمیز ہیں۔

(۳) پھر سنا جاتا ہے کہ اسی آپکے مباحث شملہ نے شملہ میں اپنے ایک دوست سے کہا۔ کہ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کسی طرح بھی نبی نہیں۔ اور یہ جو ظلی نبی بروزی نبی لفظاً ہم کہتے ہیں یہ بھی محض اس لئے کہ افراد جماعت میں ہماری نسبت تنفر پیدا نہ ہو۔ اس کی ایک ہفتہ کے اندر اندر تردید نہ ہوئی تو ہم سمجھینگے کہ آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے کیونکہ مباحثہ شملہ کی کمانڈ آپ ہی کے ہاتھ میں تھی۔

(۴) پھر آپکے ایک اور مخلص ہیں۔ جو پہلے غلطی سے مبائعین میں بھی داخل سمجھے گئے تھے۔ انہوں نے اپنی ضخیم کتاب میں لکھا ہے کہ سیدنا نور الدین رضی علم و فضل و تقوی و سخاوت فیض رسانی میں مسیح موعودؑ سے افضل تھے۔ اور پھر بہت دباؤ پڑنے اور اپنی کتاب کی اشاعت میں روک ہو جانے کے ڈر سے ایک دو ورقہ تو اسکے ساتھ کسی قدر عبارت بدل کر لگا دیا۔ مگر ان کی زبانی باتوں سے پھر بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو پہلے لکھا تھا چونکہ آپ کی طرف سے کوئی تردید نہیں ہوئی حالانکہ اس کتاب کا اشتہار آپ کی پارٹی کے آرگن میں چھپتا ہے اور جمعہ وغیرہ ان کے اندر آتے ہی وہ آپ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اس لئے کیوں نہ یقین کر لیا جائے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

(۵) نذر علی پشاوری نے ۸۔ اگست کے پیغام میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین سے **اکثر باتوں میں ہمیں اختلاف تھا**۔ آپکا پہلے تو یہ عقیدہ تھا۔ کہ جس کی بیعت کی جائے اس سے ذرہ بھی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ ضروری اعلان میں آپکے ایسے لفظ موجود ہیں۔ اب اس کے خلاف آپکے اخبار میں آپ کی پارٹی کا ایک شخص لفظ ہم سے یہ عقیدہ شائع کرتا ہے۔ تو جبکہ آپنے ایک ہفتہ چھوڑ کئی ہفتوں سے اس کی تردید نہیں کی۔ کیوں نہ اس کے یہ معنے لئے جائیں کہ آپ کو بھی خلیفۃ المسیح خلیفہ اول سے اکثر باتوں میں اختلاف تھا۔

(۶) آپنے یہ خیال کئی رنگ میں ظاہر کیا ہے کہ **احمدی** دس ہزار یا اس کے قریب قریب ہیں بحالیکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کی تعداد چار لاکھ سے متجاوز لکھی ہے۔ پس ایک ہفتہ تک تردید نہ کرنے پر کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ آپ اپنے مرشد و مولی کو (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب سمجھتے ہیں۔

(۷) آپ کی اشاعت اسلام کالج کے پروفیسر نے کھلا کھلا عقیدہ حضرت اقدس کے عقائد کے خلاف شائع کیا ہے۔ کہ مسیح کا باپ تھا۔ اور مریم عیسیٰ بھی اسی پر مصر ہے۔ پس کیوں نہ یہ سمجھا جائے کہ آپ اپنے سابق عقیدے کو چھوڑ کر (جو ریویو سے ظاہر ہے) اب اس پر قائم ہو گئے ہیں۔ کہ مسیح کا باپ تھا۔ اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کو غلطی پر سمجھتے تھے۔

(۸) اسی پروفیسر فضل الہی نے "قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کے یہ معنے شائع کئے ہیں کہ رسول اللہ نے انہیں کہا۔ تم بھی اپنے بیوی بچوں کو بلاؤ ہم بھی بلاتے ہیں دیکھو کوئی لڑکا بے باپ ہے یا کوئی عورت بغیر شوہر کے جنتی ہو کیا آپکو ان معنوں سے اتفاق ہے۔ آپکے اصول کے مطابق چونکہ ایک ہفتہ کے اندر اس کی تردید نہیں ہوئی حالانکہ یہ معنے قرآن مجید کے سیاق سباق صحابہ کرام کی روایات جمہور مفسرین و اہل اسلام کے عقائد کے خلاف ہیں۔ اس لئے مجھے یقین کرنا چاہیئے کہ آپ اس کے ساتھ متفق ہو کر من شذ کے وعید سے نہیں ڈرے۔ بلکہ یہ تفسیر آپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی ہے۔

(۹) پھر اسی فضل الہی نے شملہ میں مفصلہ ذیل عقائد ظاہر کئے (۱) میں مرزا صاحب کو ظلی بروزی نبی نہیں مانتا ظلی بروزی کوئی چیز نہیں (۲) احادیث کی بنا پر بحث کی جائے تو مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوتے ہیں (۳) مرزا صاحب کی وحی کوئی حجت نہیں ہے۔ (۴) قرآن کے سمجھنے میں مرزا صاحب نے کئی غلطیاں کیں (۵) آیت استخلاف سے اپنی خلافت کا استدلال جو مرزا صاحب نے کیا ہے محض غلط ہے (۶) آیت لو تقول پر جو بحث مرزا صاحب نے کی ہے وہ اور اسکا استدلال غلط ہے (۷) آخرین منہم کی تفسیر میں مرزا صاحب نے غلطی کی ہے (۸) آپ کا الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء یہ کلام سکر کا ہے (۹) میں سید احمد کو بھی مجدد مانتا ہوں ۲۸ مئی کے الفضل میں یہ تمام عقائد ان کے چھپے۔ ۴ ماہ گذرتے ہیں نہ فضل الہی نے تردید کی نہ پیغام نے حالانکہ ذرا ذرا سی معمولی باتوں پر نوٹس لیا جاتا ہے۔ چونکہ فضل الہی ایک نو مسلم ہے اور اس نے پیغام بلڈنگس ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اس لئے بجائے ایک ہفتہ کے ۱۶ ہفتے گذر چکنے پر کیوں اب یہ یقین نہ کر لیا جائے۔ کہ آپ کے بھی

یہی عقائد ہیں۔

(۱۰) واتہ کے ہمیرہ فروش نے ۹ جون ۱۹۱۴ء کے پیغام میں لکھا کہ اہل بیت ہمیشہ ابتلا اور تفرقہ کا موجب ہوتے رہے ہیں یعنی یزید شمر بڑے مقدس بزرگ تھے۔ جنہوں نے معاذ اللہ ان تفرقہ پردازوں کے خلاف مقابلہ کیا۔ آج تک پیغام میں کسی نے اس پر اظہار نفرت نہیں کیا بلکہ آپ تو پیغام بلڈنگس کی گرمی کی تاب نہ لاکر واتہ کو سرائے مدینۃ المسیح بنا چکے ہیں اور آج کل یہ مقام آپ کی ایسی تجویز دنکلا جو بقول ابراہیم سیالکوٹی جب بروئے کار آئیگی تو ایک دنیا تعجب کریگی) مرکز بنا ہوا ہے پس ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اہل بیت ہمیشہ تفرقہ کا موجب ہوئے ہیں۔

(۱۱) پھر آپ کے ہم پیالہ وہم نوالہ ضخیم دلحیم شخصیت نے اپنی ولایتی چٹھیوں میں لکھا۔ کہ فرقہ بندی اور اسی ضمن میں احمدیت کا ذکر سم قاتل ہے۔ اور یہ کہ خلیفہ اور اختلاف کا ایک ہی مادہ ہے یعنی دوسرے الفاظ میں مسیح موعود دنیا کے لئے ایک سم قاتل لائے۔ اور آپ صاحبان کی زندگی کا مشن لوگوں کو اس سم قاتل سے بچانا ہے۔ اور خلیفے ہی ہمیشہ اختلاف کے موجب ہوتے ہیں۔ اس کی تردید آج تک آپکے رفقاء کے قلم سے نہیں ہوئی پس کیوں نہ سمجھا جائے کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے جب کہ ایک ہفتہ کے بجائے کئی ہفتے ہو چکے ہیں۔

(۱۲) آپکے بعض ساتھی کہتے ہیں۔ کہ نبی کی وہی بات قابل اتباع اور لائق حجت ہے جو وحی سے ہو۔ ہفتے گذر گئے اس کی تردید نہیں ہوئی۔ تو کیوں نہ ہم یہ کہیں کہ یہ عقیدہ آپکا بھی ہے

(۱۳) پیغام میں یہ چھپا تھا۔ کہ میاں صاحب غیر احمدیوں کو کافر کہنے سے خود کافر ہیں اور ایک کافر کی بیعت ایک مومن کے لئے جائز نہیں ہے۔ کئی ہفتے گذرے آپ کی طرف سے اس کی تردید نہیں ہوئی۔ پس کیوں نہ سمجھا جائے کہ آپنے حضرت میاں صاحب کو (معاذ اللہ) کافر یقین کرتے ہیں۔ اور کیوں نہ کہا جائے کہ آپ ہی کے مشورہ سے یہ لکھا گیا ہے۔ اور یہ امر آپ کا جزو ایمان ہے کہ وہ موعود جسے خدا کے کلام میں فخر رسل کہا گیا اور جس کے لئے سبز رنگ کے اشتہار شائع کئے گئے۔ اور جسے حسن و احسان میں آپ کا نظیر کہا گیا اور جسے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی کا مصداق آپنے بھی رسالہ المصلح الموعود میں مانا۔ وہ کافر ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی الٹی نکلی۔

(۱۴) ایک آپکے رفیق نے اثناء سفر میں جب کہا کہ آپ ہر بات کو نئے پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا مجدد کے یہی معنے ہیں کہ نئے پیرائے میں بات کرے۔ اور پھر ایک اور جگہ کسی نے تعریف کی تو کہنے لگے اور مجددوں کا کیا کام ہوتا ہے۔ اس خبر کا ایک حصہ پیغام میں بھی چھپ چکا ہے تو کیوں نہ سمجھ لیا جائے (جب کہ اس کی تردید بھی نہیں ہوئی) کہ آپکے ایک خلیفہ مجاز کو مجددیت کا زعم ہے۔

(۱۵) المہدی ۲ و ۳ میں ایک سوال درج ہے۔ کہ بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ والا نبی ہے یا نہیں (جب کہ حضرت اقدس نے لکھا ہے۔ کہ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ چشمہ معرفت) تو اس کا جواب آپ کی انجمن اشاعت کے جنرل سکیرٹری صاحب دیتے ہیں۔ کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی وہ ہے۔ جو کامل شریعت لائے یا بعض احکام سابقہ منسوخ کرے۔ نبوۃ کی جامع تعریف یہ ہے۔ نہ کہ وہ جو اپنی اصطلاح قائم کی جائے یعنی دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہوئے کہ **خدا کی اصطلاح** اور ہے اسلام کی اصطلاح اور ہے۔ چونکہ یہ تحریر ایک بڑے ذمہ دار شخص کی ہے اور آپ کی طرف سے کئی ہفتے گذرتے ہیں تردید بھی نہیں ہوئی تو کیوں نہ یہ اعلان کیا جائے کہ آپ کے نزدیک بھی خدا کی اصطلاح۔ اسلام کی اصطلاح کے خلاف اور پایۂ اعتبار سے ساقط اور ناقابل استدلال وحجت ہے۔

آخر ہم آپسے پھر استدعا کرتے ہیں کہ اگر پہلے آپنے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی تو آپ ہفتہ کے اندر ان امور کا جواب دیں ورنہ یہ سب باتیں آپکے اعتقادات میں شامل اور آپ کے منشاء سے کہی گئی سمجھی جائینگی اور ابھی تو ہمنے صرف یہ چند باتیں بطور نمونہ آپکے سامنے پیش کی ہیں۔ امید ہے کہ بشرط ضرورت جلد ایک لسٹ اور بھی ایسے ہی سوالات کی آپ کی خدمت میں بھیجدیجائیگی یہ اخبار آپکے نام رجسٹری روانہ ہوگا۔ ع

اکمل کو خوب جانتے پہچانتے ہو تم ؎

آئندہ دار الخلافہ عثمانیہ

ولایتی وقائع نگاروں کا بیان ہے کہ ترک نتیجہ جنگ سے بیخبر نہیں ہیں۔ انہوں نے بوقت ضرورت قسطنطنیہ کو چھوڑنے کے انتظامات مکمل کر رکھے ہیں اور لڑائی کے شروع میں بھی سنا گیا تھا کہ سرکاری خزانے اور کاغذات پایۂ تخت سے کسی دوسری جگہ بھیجدیئے گئے ہیں۔ اور نیز یہ کہ سلطان اور ممبران خاندان شاہی کو فی الفور موجودہ دار السلطنت سے وہاں منتقل کر دینے کا بھی بندوبست کر لیا گیا ہے۔ پس اگر یہ بیانات درست ہوں تو اس وقت کی یہ خبر بھی بالکل بے بنیاد نہیں کہی جاسکتی کہ قسطنطنیہ تسخیر ہوگیا تو ترک اس کی جگہ بروصہ کو "مقام خلافت" بنائیں گے۔ جو پہلے بھی مدت تک سلطنت عثمانیہ کا دار الخلافہ رہ چکا ہے۔

جب یہ بھی ہوگیا تو؟

ظہور مہدی اور مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے آثار وعلامات میں بعض احادیث کی بناء پر ہمارے مخالف مولوی ایک حجت یہ بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ ابھی قسطنطنیہ تو فتح ہوا ہی نہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ جب یہ لکھا بھی پورا ہوگیا تب تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت الی الخیر کو کس حیلے سے ٹالوگے؟ قرآن وحدیث کی بیان فرمائی ہوئی اور بیسیوں باتیں خدا کے فضل سے حرف بحرف پوری ہو چکیں۔ ان کے ظہور سے تم نے کیا فائدہ اٹھایا جو آئندہ دوبراہ آنے کی توقع کیجائے (بات یہ ہے کہ جب تک سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آؤگے کوئی نشان تمہارے ایمانوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔ اصل میں اکثر مخالف اپنی فطرت سے مجبور ہیں کہ نہ کوئی دلائل ان پر کارگر ہوتے ہیں اور نہ ارضی وسماوی نشانات۔ کیونکہ وان یروا کل آیۃ لا یومنوا بہا (انعام - ع) کا مصداق بننے اور بموجب فرمودہ رسول کریم یہود سے مماثلت تامہ پیدا کرنیوالے بھی تو آخر کوئی ہونے ہی چاہئیں۔

خط وکتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھا کریں (مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

خواجہ صاحب کے مطالبہ حلف کا جواب

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح و المہدی

فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۵ء

(حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر ثانی کے بعد شائع ہوا)

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ کَانَ یَـُٔوْسًا ۝ قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا ۝

(۱۷ - ۸۲ - ۸۶)

ناشکرگذار انسان

جبتک کسی انسان کو کوئی انعام نہیں ملا ہوتا اسوقت تک تو وہ بڑی نا امیدی کا اظہار کرتا ہے اور اس کا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اور وہ ہمت ہارے ہوئے ہوتا ہے لیکن جونہی خدا تعالیٰ کی طرف سے اسپر انعام اور فضل نازل ہوتا ہے۔ بہت سے انسان ایسے ہوتے ہیں جو بڑا غرور اور تکبر کرتے اور یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں اور ہم نے خود ہی اپنی سمجھ اپنی عقل اپنی کوشش اور اپنے فہم سے یہ انعام حاصل کر لئے ہیں۔ خدا کے فضل کا اسمیں کچھ دخل نہیں۔ ایسے کسی انسان پر ذرا خدا کا فضل اور احسان ہوا اور اس نے خدا تعالیٰ کیطرف سے منہ موڑ لیا۔ اور جب ذرا اسپر غضب اور دکھ ہوا تو جھٹ کمر توڑ کر بیٹھ رہا۔ کمزور طبائع کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے اور جب سے یہ انسان پیدا ہوا۔ اور جب سے اس زمین پر آدم کی اولاد نے قدم رکھا ہے جبھی سے کمزور اور ناشکر گذار طبائع اس مرض میں گرفتار پائی گئی ہیں۔ اور آج تک کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ اکثر انسان اس کمزوری اور غلطی سے بری نظر آئے ہوں۔ جب کبھی بھی خدا تعالیٰ کا ان پر رحم اور فضل ہوا۔ تو انھوں نے منہ موڑ لیا۔ اور یہی دعوی کیا کہ ہمیں اپنی ہمت اپنی کوشش اور اپنی عقل سے یہ کچھ ملا ہے خدا کا اسمیں کیا دخل ہے۔ لیکن جب تک انھیں کچھ نہیں ملا ہوتا تو ہمت توڑ کر اور بالکل نا امید ہو کر بیٹھ رہتے ہیں۔

یہ زمانہ بھی اس قسم کے لوگوں سے مستثنٰی نہیں۔ جیسا کہ پہلے زمانہ میں اس قسم کے لوگ ہوئے ہیں کہ انعام ملنے کے وقت ناشکر گذار اور نہ ملنے پر نا امید ہو جاتے تھے۔ یہی فطری کمزوری آج بھی بہتوں میں پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جسطرح وہ لوگ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لیتے تھے۔ اسکے دیئے ہوئے علم پر عمل نہ کرتے تھے اسکی بتائی ہوئی تدبیروں کا ربند نہ ہوتے تھے۔ اسکے احکام کے مطابق کام کرنے میں کمزوری دکھاتے تھے اور اسکے فضل اور انعام کے وقت ناشکر گذار بنجاتے تھے۔ آج بھی بہت سے ایسے ہیں کہ جبتک انپر خدا نے اپنا فضل نازل نہ کیا تھا نا امید ہو گئے تھے۔ اور جب فضل نازل کیا تو کہدیا کہ ہم نے کسی سے کچھ نہیں لیا ہم خود بڑے آدمی ہیں۔ ہم ہی سب کچھ کرتے ہیں ہمارے ذریعہ ہی سارا کام ہو رہا ہے۔ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا آیا ہے جبکہ انمیں سے کسی پر وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔ کوئی مامور انکی طرف نہیں آیا تھا کوئی نبی انھیں ہدایت دینے کے لئے مبعوث نہیں ہوا تھا۔ اور کوئی ایک آواز انھیں ایک جگہ پر اکٹھے کرنے کے لئے بلند نہیں ہوئی تھی۔ اسوقت بہت سے لوگ ایسے تھے۔ جو خدا کے فضل سے نا امید ہو چکے تھے۔ انھیں اسلام پر شکوک اور شبہات پیدا ہو گئے تھے اور اسبات کا یقین ہو چلا تھا کہ اسلام ایک جھوٹا مذہب ہے۔ اسلام کو ترک کرنے کی تیاری کر چکے تھے کوئی آریہ کوئی عیسائی اور کوئی دہریہ ہونے کو تیار تھا لیکن جب خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا۔ انمیں اپنا ایک نبی بھیجا جس نے انھیں اسلام پر قائم کیا اور گمراہ ہونے سے بچایا۔ تو افسوس انمیں سے بعض نے کہدیا کہ ہمیں مرزا نے کیا سکھایا۔ ہم آپ ہی سب کچھ جانتے تھے واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا بجانبہٖ۔ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کسی کی کیا پرواہ ہے میں خود سب کچھ ہوں لیکن واذا مسہ الشر کان یـٔوسا۔ اور جبا سے کوئی تکلیف پہنچے تو نا امید ہو کر بیٹھ رہتا ہے کہ اب میں کہیں کا نہ رہا۔ چنانچہ یہ لوگ جب دکھ میں تھے۔ **تو عیسائی ہونے کو تیار تھے**۔ اور اقرار کرتے تھے کہ اسلام سچا مذہب نہیں ہے لیکن جب انپر آسمانی بارش نازل ہوئی اور انکے گند دھوئے گئے اور انکی ظلمت دور کیگئی۔ تو انھوں نے دعوی کر دیا کہ مرزا صاحب نے کیا کیا۔ وہ تو معمولی مجدد تھے۔ اس طرح کے مجدد کئی گذر چکے اور کئی آئینگے۔ کہنے والے نے تو یہاں تک کہدیا کہ جو کام مرزا صاحب کرتے تھے وہی کام میں بھی کر رہا ہوں لیکن یہ اپنی پہلی حالت کو بھلانے کے ساتھ ہی اپنے محسن کو بھی بھول گیا ہے اور خدا کے فضل اور انعام کو اپنی ہمت اور اپنی کوشش کا نتیجہ خیال کر کے تکبر میں آگیا ہے لیکن وہ سن لے اور کان کھولکر سن لے۔ کہ ایک وہ دن تھا کہ تو اسلام کی صداقت سے بے بہرہ تھا۔ اور اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کے قبول کرنے پر تیار ہو چکا تھا۔ تیرے اندر سے ایمان نکل چکا تھا۔ تیری آنکھیں اندھی اور تیرا دل سیاہ ہو گیا تھا۔ اور تیری یہ حالت ہو گئی تھی کہ تو خدا تعالےٰ سے ایسا دور ہو چکا تھا کہ اسکی ہستی کے متعلق کوئی دلیل تجھ پر اثر نہ کرتی تھی۔ لیکن جب مرزا کے ذریعہ تو نے ہدایت پائی۔ تجھے کھویا ہوا ایمان واپس ملا۔ اور تجھ پر اسلام کی صداقت ظاہر ہوئی تو تو نے دعوی کر دیا کہ میں بھی وہی کام کر رہا ہوں جو مرزا نے آکر کیا۔ گویا تیرے خیال میں جس طرح

نوٹ۔ یہ خطبہ جمعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے جلدی شائع ہونے قابل تھا۔ لیکن میرے کسی ضروری کام کے لئے رخصت پر چلے جانیکی وجہ سے وقت پر صاف نہو سکا۔ اس لئے اب شائع کیا جاتا ہے

غلام نبی (بلانوی)

کے مجدد مرزا صاحب ہیں۔ اُسی طرح کا تو بھی ہے۔ لیکن کیا تجھے یاد نہیں کہ جبتک حضرت مرزا صاحب نے آکر صداقت اسلام کو ظاہر نہ کیا اور ایمان کی حفاظت نہ کی تھی اسوقت تک تُو یہاں تک مایوس ہو چکا تھا۔ کہ اسلام کے چھوٹنے پر تیار ہوگیا تھا۔ لیکن جب مرزا خدا کے فضل سے آیا تو تُو نے تکبر کیا اور کہا کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اپنی کوشش سے کیا ہے اور ہم وہی کام کر رہے ہیں جو مرزا صاحب نے کیا۔ اے نادان کیا تو نہیں سمجھتا کہ تُو نے نہ پہلے کچھ کیا۔ اور نہ اب کچھ کر سکتا ہے تیرا دل اور ایمان تو وہی ہے جسے عیسائیت کھینچے لئے جا رہی تھی۔ اور جو گمراہی کیطرف دوڑا جاتا تھا کیا تو بھول گیا ہے کہ وہ کونسی آواز تھی جس نے تجھے اسلام کی طرف کھینچا تیرے ایمان کو بچایا۔ تجھے گمراہی سے روکا۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی آواز تھی۔ کیا اس آواز سے پہلے تُو مایوس نہ تھا۔ تھا۔ اور ضرور تھا۔ اس تکبر انانیت اور انکار کے زمانہ میں بھی تو اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ میں ہلاکت کے گڑھے میں گرنے ہی لگا تھا کہ ایک آواز آئی جس نے مجھے بچا لیا۔ یہ آواز وہ تھی جو حضرت مرزا صاحب کے ہونٹوں سے نکلی جس نے گمراہی سے تجھے روکا۔ لیکن آج تُو نے کہدیا۔ کہ وہ ایک ایسا ہی ملہم تھا جیسے اور ہوئے ہیں ✦

محسن کشی

اس قسم کے لوگ ہمارے اندر سے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ محسن کشوں کی جماعت ایسے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے کہ اس نے خود ہی محسن کشی نہیں کی۔ اور اپنے محسن کے کام خود ہی ترک نہیں کیا بلکہ یہ بھی کوشش کی ہے کہ اسکی تعلیم کو دُنیا کے پردہ سے مٹا دیں۔ چنانچہ آج ہی ایک خط مارشیس سے آیا ہے جو ایک احمدی نے بھیجا ہے مسٹر نور رویا ان کا نام ہے ان کو مولوی محمد علی صاحب نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا ہے کہ مجھے مولوی غلام محمد کے مارشیس جانے کی خوشی ہے لیکن آپ انکو یہ سمجھا دیں۔ کہ وہاں یہ عقائد نہ پھیلائیں۔ کہ مسیح موعود مجدد نہیں بلکہ نبی تھے۔ اور اسی لئے (انکے منکر) تمام مسلمانِ عالم کافر ہیں یہاں ہندوستان میں ان دو عقیدوں سے سلسلہ کو نقصان عظیم پہنچا ہے۔ پس وہاں ان کو شروع ہی میں ملیا میٹ کرنا چاہیئے ✦

کیا مسیح موعودؑ کی نبوت سلسلہ کی ترقی میں روک ہے؟

اس انسان سے کوئی کہے کہ تم جو لوگوں کو قسمیں دیتے ہو۔ تم خود ہی قسم کھا کر بتلاؤ۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا ذکر کرنے سے یہاں کیا نقصان پہنچا ہے ایک وہ جماعت ہے جو حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے اور ایک وہ جو نبی نہیں مانتی۔ اب سوال یہ ہے کہ جو نبی مانتی ہے اس نے سلسلہ کی ترقی میں کیا کام کیا۔ اور جو نہیں مانتی اس نے کیا کیا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کرنا اور غیر احمدیوں کو یہ ملامت کرنا کہ تم ایک نبی کا انکار نہ کرو۔ ورنہ نبی کے انکار سے کافر ہو جاؤ گے سلسلہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ تو میرا سوال ہے کہ پھر ترقی اس جماعت کی ہونی چاہیئے جو ان دونوں باتوں کی قائل نہیں۔ نہ کہ اس جماعت کی جسکے راستہ میں یہ دو روکیں حائل ہیں۔ لیکن زمانہ اختلاف سے لیکر اسوقت تک میرے پاس بہت سے ایسے لوگوں کے خطوط آچکے ہیں جو لکھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا نبی مان کر بیعت کرتے ہیں۔ پھر اگر یہ باتیں روک ہیں۔ تو ہم نے جو کتابیں نبوت کے متعلق لکھی ہیں۔ انکے پڑھنے سے ایسی آوازیں کیوں آئیں کہ انکی وجہ سے ہمیں حضرت مسیح موعود کی اصل شان سے آگاہی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم بیعت کرتے ہیں اور مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں۔ اس قسم کے خطوط صرف غیر مبائعین کیطرف سے ہی نہیں آئے بلکہ غیر احمدیوں کیطرف سے بھی آئے ہیں لیکن کیا مولوی محمد علی صاحب نے جو کتابیں نبوت کے خلاف لکھی ہیں انکے پڑھنے والوں میں سے بھی کسی نے ان کے موافق خیالات کا اظہار کیا ہے ✦

پس اگر نبوت مسیح موعودؑ کا پیش کرنا احمدیت سے لوگوں کو دُور کرنے کا باعث ہے تو چاہیئے تھا۔ کہ حقیقۃ النبوۃ اور القول الفصل کو پڑھ کر لوگ دُور ہو جاتے لیکن بہت سے قریب آ گئے۔ اور بیعت میں داخل ہو گئے ہیں حالانکہ یہ ایسی کتابیں ہیں جنہیں صرف حضرت مسیح موعودؑ کی نبوۃ کا ذکر ہے۔ اور آپ کے مسیح و مہدی ہونے کے متعلق دلائل نہیں دیئے گئے۔ برخلاف انکے "ایک غلطی کا اظہار" اور "جزئی نبوت" جو نبوت مسیح موعود کے خلاف لکھی گئی ہیں پڑھ کر کوئی ایسا قابل ذکر شخص نہیں جس نے مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کی ہو ✦

ہمیں کیوں زیادہ ترقی ہو رہی ہے

کہا جاتا ہے کہ چونکہ تمہاری جماعت زیادہ ہے اسلئے کامیابی بھی تم کو ہی زیادہ ہو رہی ہے کیونکہ آدمیوں کی زیادتی پر کامیابی ہوتی ہے۔ ہم چونکہ تھوڑے ہیں۔ اس لئے کم ترقی کر رہے ہیں۔ اور تم زیادہ ہو۔ اس لئے زیادہ بڑھ رہے ہو۔ یہ سوال بیشک قابل غور ہوتا۔ اگر انہی لوگوں کی تحریروں اور تقریروں میں ہم یہ دعویٰ نہ دیکھتے کہ جماعت کے اُنیس حصے ہمارے ساتھ ہیں اور ایک حصہ انکے ساتھ۔ اگر ان لوگوں کی طرف سے جو لائف ممبر کہلاتے اور جو پاک ممبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ تحریر نہ ہوتی۔ اور مولوی محمد علی صاحب جو امیر قوم کے لقب کے دعویدار ہیں اس کا اقرار نہ کرتے تو اور بات تھی۔ لیکن اب جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ تم زیادہ ہو۔ اس لئے زیادہ ترقی کر رہے ہو۔ ان کو دو باتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا پڑے گا۔ یا تو یہ کہ جماعت کا ۱/۲۰ حصہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو نہیں مانتا۔ بلکہ اکثر حصہ جماعت کا یہ عقیدہ رکھتا ہے یا یہ کہ مبائعین کی تعداد تو تھوڑی ہے لیکن کامیابی انھیں کو زیادہ ہو رہی ہے لیکن ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک کا اقرار کرنے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ بڑی بڑی جسامتوں والے جنکی ظاہری شکلوں نے بعضوں کو بھلا رکھا ہے۔ دراصل انکی وجاہت کے پردے میں اسلام اور احمدیت سے نفرت چھپی ہوئی ہے۔ اور انھوں نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ نبوت مسیح موعودؑ کا اقرار کرنا سلسلہ کی ترقی میں روک ہے۔ یا جب انھوں نے کہا تھا کہ اُنیس حصے جماعت کے ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ایک حصہ انکی طرف۔ تو دُنیا کو دھوکہ دیا تھا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اُنیس حصہ جماعت کا انکی طرف ہونا جھوٹ ہے۔ تو ہونے دو۔ اس سے یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ وہ جھوٹے ہیں فریبی ہیں۔ دھوکہ باز ہیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کثیر حصہ جماعت کی زیادہ ترقی کا باعث نہیں ہوا کرتا۔ انھوں نے بیشک جھوٹ بولا۔ فریب دیا۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبوت کا مسئلہ سلسلہ کی ترقی کی راہ میں واقعہ میں کوئی روک نہیں اور یہ اعتراض ابھی قائم ہے کہ وہ کم ہیں۔ اسلئے تھوڑی ترقی کر رہے ہیں۔ اور تم زیادہ ہو

اسلئے زیادہ بڑھ رہے ہو۔ مگر یہ بھی خیال غلط ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ بات رکھ دی ہے کہ بعض ایسے علاقے ہیں جنمیں سائعین ہیں ہی نہیں۔ اور اگر ہیں۔ تو ایسے کہ آٹے میں نمک کے برابر۔ لیکن وہاں بھی ہمیں ہی ترقی ہو رہی ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ان کے آدمی تھوڑی اور ہمارے زیادہ ہیں تو بھی ہماری ترقی زیادہ آدمیوں کی وجہ نہیں ہے اور نہ ہی نبوت مسیح موعود کا مسئلہ کوئی روک ہے وہ علاقے جن میں ہمارے آدمی کم اور انکے زیادہ ہیں وہاں بھی انکے حق میں کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ سارے ہزارے میں ہمارے پندرہ ۲۰ بیس آدمی ہونگے۔ مگر انکے بہت سے ہیں۔ ایبٹ آباد میں وہ خود ڈیرے لگائے بیٹھے ہیں لیکن جسدن سے اختلاف ہوا ہے۔ اس علاقہ سے بھی دو تین ہماری بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ مگر اس نسبت سے انھیں وہاں ابھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بیشک جہاں ہماری جماعت زیادہ ہے وہاں کے متعلق یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہمارے مبلغ بہت ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت زیادہ پھیل رہی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان علاقوں پر غور کرو۔ جہاں تم زیادہ ہو۔ وہاں کون ترقی کر رہا ہے +

یہ تو میں نے مبلغین کے زیادہ ہونے کے اعتراض کو تسلیم کرکے کہا ہے ورنہ کیا یہ ماننے کی بات ہے کہ ایک شخص ہے جو ایک بیج بو رہا ہے اور مناسب موقعہ پر بو رہا ہے لیکن ایک اور ہے جو بہت سے بیج بو رہا ہے مگر بے موقع۔ تو کیا اس کا ایک بیج زیادہ پھل لائے گا جو موقع مناسب پر بونے والا ہے۔ یا اس کا جو بے موقع بہت سے بیج بو رہا ہے۔ بیشک اس کا ایک دانہ پھل لے آئے گا۔ اور دوسرے کے ہزاروں دانے بے فائدہ ثابت ہونگے +

ہمارے مبلغوں کا کثرت سے ہونا اور اس وجہ سے زیادہ پھیلنا ہماری صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ورنہ بھدی آوازیں جتنی زیادہ نکلیں اتنا ہی زیادہ ان سے لوگوں کو دُور بھاگنا چاہیئے۔ جہاں ایک بدصورت ہو وہاں تو کوئی ایک طرف مُنہ کرکے بیٹھ سکتا ہے لیکن اگر بہت سے بدصورت آنکھیں نکالے ڈرا رہے ہوں تو وہاں سے بھاگنا ہی پڑیگا پس اگر ہم ایسے ہی ہیں تو چاہیئے تھا کہ جسقدر ہم زیادہ تھے لوگ اُسی قدر اور زیادہ ہم سے نفرت کرتے ہمارے مبلغوں کا کم ہوتا تو ہماری ترقی کا ذریعہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ بیعت کرنے والوں کو معلوم نہیں کہ انکے کیا عقائد ہیں اور نہ ان کے مبلغ ہر جگہ ہیں کہ ان سے زبانی طور پر لوگ باتیں سُنکر صحیح نتیجہ نکال سکتے۔ اس لئے ان کی جماعت میں صرف کتابوں کے ذریعہ لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ لیکن جب ہمارے زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگ ہم میں آ رہے ہیں تو یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ نبوت کا مسئلہ ذریعہ ہے ہماری ترقی کا۔ اور باوجود ہر جگہ پر نبوت مسیح موعودؑ کا اقرار کرنے والے لوگوں کے موجود ہونے کے لوگ ہمارے سلسلہ کو قبول کرتے ہیں +

خواجہ صاحب کے مسئلہ نبوت پر اعتراض کا جواب

مجھ سے ایک شخص نے مسئلہ نبوت کے متعلق پوچھا ہے اور لکھا ہے کہ خواجہ صاحب نے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کو لے کر حضرت مسیح موعود کی نبوت پر جو اعتراض کئے ہیں ان کا جواب دیا جائے۔ خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ اسکے لفظی معنوں پر غور کرو۔ جو یہ ہیں کہ آنحضرت کے بعد مبشرات کے سوا باقی کوئی چیز نبوت کی نہیں رہی۔ یعنی نبوت میں مبشرات کے علاوہ دیگر امور بھی داخل ہیں۔ نبوت کے ایک سے زیادہ اجزا ہوتے ہیں۔ اور ان میں ایک جزو مبشرات ہے نبی وہ ہوتا ہے جسمیں مبشرات بھی ہوں اور دیگر اجزائے نبوت بھی۔ جو بالفاظ آنحضرت صلعم آپ کے بعد باقی نہیں رہے۔" پھر ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر مبشرات کوئی نبوت ہے تو اس حدیث کو اس طرح پڑھنا چاہیئے۔ کہ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ نبوت سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر عین نبوت۔ لیکن یہ ایک بیہودہ فقرہ بنجاتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کے یہی معنے ہیں۔ کہ نبوت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی مگر مبشرات

ایک اور شخص نے بتایا ہے کہ خواجہ صاحب نے وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیت سے میاں صاحب یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ چونکہ مرزا صاحب مبشر تھے اس لئے وہ رسول بھی ہیں۔ حالانکہ اس کا عکس لینا جائز نہیں۔ کیونکہ ہر ایک قضیئے کا عکس درست نہیں ہوتا +

سُنا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی علمیت کے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ میاں صاحب نے اپنی تصنیفوں میں علمی غلطیاں کی ہیں۔ چونکہ خواجہ صاحب سے میں واقف ہوں۔ اس لئے خوب جانتا ہوں کہ انھیں کتنا علم ہے اور کتنا فلسفہ اور منطق جانتے ہیں۔ خیر منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تو نہ سہی۔ لیکن کسی کی عربی دانی پر کس مُنہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ خواجہ صاحب علم عربی سے ایسے ہی دُور ہیں۔ جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ علم عربی کا جاننا تو الگ رہا۔ خواجہ صاحب تو قرآن بھی نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو ہم قرآن کا ایک رکوع رکھ دیتے ہیں۔ اس کا صحیح ترجمہ کر دیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ عربی عبارت لکھیں یا کوئی منطقی مسئلہ حل کریں۔ بلکہ یہ کہ وہ قرآن کے ایک رکوع کا صحیح ترجمہ کر دیں اس سے ہی ان کا علم ظاہر ہو جائے گا۔ اور پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسے عالم ہیں۔ لیکن وہ اسطرف نہیں آئینگے +

اب میں بتاتا ہوں کہ انھیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے معنے کرنے میں کیا دھوکہ لگا ہے انھیں وہی دھوکہ لگا ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے پرندوں کو زندہ کرنے والی آیت کے متعلق غیر احمدیوں کو لگا ہے۔ وہاں آتا ہے کہ چار پرندے لے۔ اور ہر ایک پہاڑ پر ان کا ایک جزو رکھدے۔ غیر احمدی اس سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جزو ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے ان جانوروں کا قیمہ کیا۔ اور پھر تھوڑا تھوڑا ہر ایک پہاڑ پر رکھ دیا۔ لیکن انھیں معلوم نہیں۔ کہ جماعت کا جزو اسکے افراد ہوتے ہیں نہ کہ کچھ حصہ +

استثنیٰ دو قسم کا ہوتا ہے۔ اگر شے واحد سے استثنیٰ ہو۔ تو اسکے حصے اور ٹکڑے مُراد ہوتے ہیں اور جب مجموعہ سے اور جماعت سے استثنیٰ ہو۔ تو اس کے معنی افراد کے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم یہ کہیں کہ سو آدمی بیمار تھے انمیں سے نہیں بچا مگر ایک حصہ۔ تو اسکے یہ معنے نہیں۔ کہ سو آدمیوں میں سے ایک کی ٹانگ۔ ایک کی آنکھ ایک کا کان بچ رہے ہیں۔ بلکہ یہ کہ دس ۱۰ بیس ۲۰ یا تیس ۳۰

چالیس۴۰ آدمی بچ گئے ہیں۔ لیکن اگر یہ کہیں۔ کہ ایک لاش کو جانور کھا گئے ہیں۔ مگر اس کا ایک حصہ بچ رہا ہے۔ تو اس سے مُراد یہ ہوگی۔ کہ اس کا ہاتھ یا پاؤں یا ران بچ گئی ہے۔ پس جب مستثنیٰ شے واحد سے ہو۔ تو اس سے مُراد اس کا جُز ہوتا ہے۔ اور جب مستثنیٰ جنس سے ہو۔ تو اس کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ اس بات کے نہ سمجھنے سے خواجہ صاحب نے ڈینگ ماری ہے اور کہا ہے کہ میاں صاحب نے علمی غلطیاں کی ہیں +

دراصل یہ فقرہ کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اسی طرح کا ہے جس طرح کہا جائے کہ پانی میں سے نہیں بچا مگر جو لوٹے میں ہے۔ اس سے مراد جنس ماء سے ہے۔ اور اسکے یہ معنے نہیں کہ لوٹے میں جو ہے وہ پانی نہیں۔ ایک چیز کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ اور ان سب کے مجموعہ کا ایک نام ہوتا ہے۔ اور کبھی درجے کے لحاظ سے اقسام ہوتی ہیں۔ اور ایک کے اوپر دوسرا اور تیسرا درجہ ہوتا جاتا ہے۔ لیکن ہر ایک درجہ کا نام ایک ہی ہوتا ہے۔ اسکی مثال علم طب کی ہے۔ اسکی ایک قسم سرجری ہے۔ اور ایک قسم علاج ابدان۔ دوائیوں سے اور ایک قسم بیطرۃ ہے۔ سرجری علم جراحی سے علاج کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بیطرہ چوپاؤں کے علاج کا نام ہے اب کہیں یہ ذکر ہو۔ کہ لم یبق من الطب الیونانیہ الا بیطرۃ۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ طب یونانی سے نہیں رہا۔ مگر طب کی قسم بیطرہ۔ اور اس سے یہ کبھی مُراد نہیں لی جائے گی کہ طب کی جو بیطرہ قسم ہے وہ بھی نہیں رہی یا وہ طب ہی نہیں۔ یا یہ کہ حیوانوں کا جو ڈاکٹر ہوتا ہے وہ ناقص ڈاکٹر ہے۔ پھر اسی طرح کی ایک اور مثال ہے۔ اور وہ یہ کہ سول سروس کی نوکری میں سب سے چھوٹا درجہ اسسٹنٹ کمشنر کا ہے اس سے بڑھ کر ڈپٹی کمشنر۔ اس سے بڑھ کر کمشنر۔ اس سے بڑھ کر فنانشل کمشنر۔ اور اس سے بڑھ کر لفٹنٹ گورنر کا درجہ ہے اب کوئی کہے کہ سول سروس میں سے کوئی پوسٹ باقی نہیں رہی مگر اسسٹنٹ کمشنری۔ تو اسکے یہ معنے نہیں ہونگے کہ یہ سول سروس ہی نہیں بلکہ یہ کہ سب سے چھوٹا درجہ جو سول سروس کا ہے وہ باقی رہ گیا ہے اور بڑے درجے نہیں رہے۔ یا کوئی کہے کہ سول سروس میں سے نہیں باقی رہا مگر کمشنری کا درجہ تو اسکے یہ معنی نہ ہونگے کہ ایک کمشنر سول سروس کا ممبر نہیں ہوتا تو نبوت کے بارے میں ان لوگوں کو یہ دھوکہ لگا ہے کہ انھوں نے فرض کر لیا کہ جو شریعت لائے وہی نبی ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں +

پس جبکہ نبوت کو صرف ایک قسم پر محدود کر دیا تو لم یبق سے یہ نتیجہ لازماً نکالنا پڑا کہ جب نبوت صرف ایک قسم کی ہے تو اب جو کچھ باقی ہے وہ کوئی جزو ہی ہونا چاہیئے نہ کہ کل حالانکہ بنائے دعویٰ ہی فاسد ہے اگر نبوت صرف شریعت لانے کا نام ثابت ہو تب تو یہ دعویٰ ہو سکتا ہے لیکن جب کہ یہی ثابت نہیں تو اس حدیث کے وہ معنے درست ہی نہیں جو خواجہ صاحب کرتے ہیں +

ہمارا دعویٰ ہے کہ نبوت کئی قسم کی ہے جن میں سے دو موٹی قسمیں تشریعی نبوت اور غیر تشریعی نبوت ہیں جن کا ثبوت قرآن کریم اور تاریخ سے کافی طور پر ملتا ہے پس لم یبق من النبوۃ کے یہ معنے ہونگے کہ اقسام نبوت میں سے مبشرات والی نبوت یعنے بلا شریعت نبوت باقی رہ گئی ہے نہ یہ کہ نبوت باقی ہی نہیں رہی + ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین کی آیت میں خدا تعالےٰ نے بتا دیا ہے کہ رسولوں کا کام ہی یہ ہے کہ وہ مبشر اور منذر ہوتے ہیں یعنی المبشرات ہی نبوت ہیں۔ ہاں - - - - - . نبوت کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی اور دوسری غیر تشریعی یعنی ایک وہ جس میں مبشرات اور شریعت ہو۔ اور ایک وہ جس میں صرف مبشرات ہوں۔ اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ نبوت کے اقسام میں سے باقی نہیں رہا مگر مبشرات یعنی مبشرات والی نبوت باقی ہے اور مبشرات کو خدا تعالےٰ نے ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین میں نبوت قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جسکی خبروں میں انذار اور تبشیر ہو۔ نیز قرآن شریف میں نبی کی یہ پہچان بتائی ہے کہ لا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ۔ یعنی غلبہ علی الغیب کی شرط جس میں پائی جائے وہ رسول ہوتا ہے۔ مبشرین و منذرین والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی نبی کا کام ہوتا۔ کہ اخبار انذار اور تبشیر سُنائے۔ اور دُنیا کی اصلاح کا کام اسی آیت سے نکل آتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ انبیاء کو مانتے ہیں۔ وہ بشارت سُنتے ہیں اور جو نہیں مانتے وہ عذاب پاتے ہیں۔ اور اسی کا نام اصلاح ہے۔ پس لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے یہ معنے ہوئے کہ نبوت جو حاوی ہے تشریعی اور غیر تشریعی نبوت پر۔ اس میں سے نہیں باقی رہی مگر مبشرات والی۔ یعنی غیر تشریعی نبوت۔ اور یہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین میں بتا دیا کہ نبیوں کا کام تبشیر و انذار ہی ہے۔ پس لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے متعلق یہ کہنا کہ اگر تمہارے معنی درست ہیں تو لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ چاہئے تھا۔ باطل ہے۔ ورنہ لم یبق من الماء الا ما فی ھذ الابریق اور لم یبق من الطب الیونانی الا البیطرۃ کے یہ معنے کرنے پڑینگے کہ لوٹے کا پانی پانی نہیں۔ اور بیطرہ طب نہیں۔ ناقص طب ہے انکے دعویٰ کی تمام بنا نبوت کو تشریعی نبوت میں محدود کرنے پر ہے لیکن یہ بات ثابت نہیں۔ حضرت یحییٰ ایک ایسے نبی تھے جو حضرت مسیح کی زندگی میں موجود تھے تو کیا ایک گاؤں میں ایک خاندان میں اور ایک قوم میں یہ دونو نبی علیحدہ علیحدہ شریعت لیکر آئے تھے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت مسیح کوئی شریعت لائے تھے۔ گو میرا یہ مذہب نہیں۔ تو ماننا پڑیگا کہ حضرت یحییٰ کوئی شریعت نہیں لائے تھے۔ اور اگر حضرت موسیٰ شریعت لائے تھے تو حضرت ہارون نہیں لائے تھے ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر تشریعی نبی ہوئے ہیں اور ایسے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اب بھی ہو سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ تشریعی نبوت کے سوا اور کوئی نبوت نہیں۔ تو ہم مان لینگے کہ مبشرات سے مُراد جزو نبوت ہے نہ کہ نبوت۔ لیکن اس طرح ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین کی آیت کا انکار کرنا پڑے گا۔ اور ماننا پڑے گا کہ اب کوئی ایسا انسان نہیں آسکتا جو بشیر اور نذیر ہو۔ حالانکہ مسیح موعود آیا اور اُسنے ہزاروں اور لاکھوں ایسے نشان دکھلائے جو

آپ کے ماننے والوں کے لئے بشارت اور نہ ماننے والوں کے لئے انذار کا باعث ہوئے۔ پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کوئی مصلح بھی نہیں آسکتا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے سوائے مبشر کے اور کچھ نہیں آسکتا۔ نہ مخلوق کی اصلاح کے لئے۔ نہ علم کے بڑھانے کے لئے **کیونکہ مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا**۔ پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ انبیاء کا جو یہ کام ہوتا ہے کہ لوگوں کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کراتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یہ بھی بند ہو جائے گا اور کوئی شخص ایسا نہیں آئے گا جو لوگوں کا تعلق اللہ تعالےٰ سے قائم کرے۔ پھر قرآن شریف میں نبی کے کاموں کی یہ تشریح آئی ہے کہ یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم یہ بھی سب کام بند سمجھنے چاہئیں۔ یعنی کتاب اور حکمت کے سکھانے والا اور لوگوں کو پاک کرنے والا کوئی بھی نہیں آسکتا صرف یہ کہنے والا آسکتا ہے کہ فلاں کے گھر بیٹا ہوگا فلاں کو یہ خوشی ہوگی فلاں کو وہ ہوگی۔ پس اگر مبشرات کو نبوت کا کوئی جزو ٹھہراؤ گے تو یہ سب کچھ ماننا پڑے گا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں۔ کہ مبشرات کو نبوت کا ایک جزو اور ایک قسم قرار دیا جائے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ اور ہم خدا کے فضل سے قرآن اور تاریخ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ ایسے نبی آئے ہیں جو شریعت نہیں لائے۔ اب جبتک کوئی یہ ثابت نہ کر دے کہ تشریعی نبوت کے سوا اور کسی قسم کی نبوت نہیں۔ اس وقت تک مبشرات کو نبوت کا جزو نہیں قرار دیا جاسکتا۔

خواجہ صاحب کی علمی نادانی دیکھئے۔ لکھتے ہیں "لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا کے ماتحت ہم میں سے جو خدا کی نگاہ میں مومن ہوگا۔ وہ مبشر ہوسکتا ہے۔ اور اس لئے وہ آیت بالا کے ماتحت حسب استدلال میاں صاحب رسول ہے" لیکن یہ بات خواجہ صاحب کے جاہل مطلق ہونے پر دال ہے۔ اس آیت کے تو یہ معنے ہیں کہ مومنوں کو بشارت دیجاتی ہے یعنی خدا کیطرف سے ان کو بشارت ملتی ہے لیکن جس آیت سے میں نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا استدلال کیا ہے وہ یہ ہے ما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین جسکے معنی یہ ہیں کہ نبی کو یہ درجہ دیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو بشارت دیتا ہے۔ پس پہلی آیت تو یہ بتاتی ہے کہ ہم نبیوں کو نہیں بھیجتے مگر لوگوں کو بشارت دینے اور ڈرانے کے لئے۔ اور دوسری آیت یہ بتاتی ہے۔ کہ مومنوں کو خدا تعالےٰ سے بشارت ملتی ہے۔ اور ان مضمونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبی بشارت دینے والا ہے اور مومن بشارت لینے والا۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب کی علمیت ان کو ایک ہی سمجھ رہی ہے۔ حالانکہ رسولوں کو مُبَشِّر بکسرہ راء اور مومنوں کو مُبَشَّر (آیت لھم البشریٰ کے معنوں کے مطابق) بفتح راء کہا گیا ہے۔

خواجہ کے قسم کے مطالبہ کا جواب

اب باقی رہا معاملہ قسم کا سو ہم نے ان کی قسم کے جواب میں اس لئے خاموشی اختیار نہیں کی تھی۔ کہ ہم بھاگتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی بات پر پکے ہو جائیں۔ ہم قسم کھائینگے۔ اور ضرور کھائینگے کیونکہ ہم وہ ہیں۔ جن کا قدم خدا کے فضل سے کسی مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹتا۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ جب ہم انھیں قسمیں دینگے۔ اور حق بات کے لئے دینگے تو وہ نہیں کھائینگے۔ اور اگر کھائینگے تو جس طرح یہ سورج نظر آرہا ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں۔ اور جس طرح ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ اور اس میں کچھ کلام نہیں۔ اسی طرح صاف طور پر وہ تباہ ہو جائینگے۔ انھوں نے ایسی تلوار تیار کی ہے جو ہماری گردنوں پر نہیں بلکہ انکی گردنوں پر چلیگی انھوں نے ایسا گڑھا کھودا ہے جو ہمارے لئے نہیں بلکہ انکے گرنے کے لئے ہے۔ ہم قسمیں کھائینگے اور بتائینگے کہ ہم اسوقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے آپ کو نبی مانتے تھے۔ لیکن وہ قسمیں نہیں کھائینگے۔ چنانچہ ابھی سے انھوں نے یہ شرطیں لگانی شروع کر دی ہیں کہ تمہاری قسمیں بیہودہ اور لغو باتوں کے متعلق ہیں۔ یہ قسم کھانے کے سامان ہیں **لیکن میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے۔ وہ خدا جو زندہ قادر اور سزا و جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔** میں اُس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے۔ اسی طرح کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ میں اس بات کے لئے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے رؤیا میں مجھے مُنہ در مُنہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبائعین سب کے سب عملی لحاظ سے بُرے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں۔ مگر میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے ہیں۔ خدا تعالےٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اسکی طرف سے حضرت مسیح موعود نبی ہوکر آئے۔ ہم نے اسکی زبان سے اپنے کانوں سُنا اور اس کی تحریروں میں پڑھا۔ اس سے ہمیں ہرگز ہرگز انکار نہیں۔

میں نے تو قسم کھالی ہے اور باقی ہماری جماعت کے لوگ قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ یہ تلوار انہی کی گردنوں پر چلے گی۔ میں نے رؤیا میں دو آدمیوں کی نسبت کہا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔ تو انھوں نے کہا ہے۔ آمین۔ وہ دونوں تو تباہ ہوچکے ہیں۔ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس سے مجھے بہت سرور ہوا۔ اور رات کو میں نے اُٹھ کر سب گھر والوں کو جگا دیا۔ کہ نفل پڑھو۔ اور اس کے بعد میں بھی نہیں سویا وہ خواب یہ ہے۔ کہ مجھ سے حضرت مسیح موعود نے پوچھا کہ تم نے نبوت کے متعلق کیا دلائل دیئے اور لوگ سُنکر کیا کہتے ہیں چڑتے تو نہیں میں نے کہا لوگ اچھی طرح سُنتے ہیں اور دلائل بھی بتائے۔ جو آپ نے بہت پسند کئے اور خوش ہوئے۔ پھر میں نے ان لوگوں کی نسبت بتایا کہ کس طرح مخالفت کرتے ہیں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے شیخ رحمت اللہ

صاحب آئے۔ اور انھوں نے آکر مجھ سے مصافحہ کیا۔ مَیں نے ان سے کہا۔ آپ بھی آج ہی حضرت مسیح موعود کو دیکھ کر ملنے آئے ہیں انھوں نے کہا۔ آپ بھی تو آج ہی ملے ہیں اس گفتگو پر حضرت صاحب نے انکی طرف دیکھا اور ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا۔ اور کہا کہ شیخصاحب ہیں لیکن شیخ رحمت اللہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کو ہٹا لیا۔ اور مصافحہ نہیں کیا اسپر منہ موڑ لیا۔ اور پھر حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا کہ اس کو نکال دو۔ یہ دیکھ کر مرزا خدا بخش صاحب نے شیخصاحب کو کہا کہ تم پر بڑا ظلم ہوا ہے اور ان سے لپٹ گئے۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہیں تم بھی میرے مریدوں میں ہو پھر دونوں کو نکالنے کا اشارہ فرمایا۔ جسپر دونوں کو پکڑ کر نکال دیا گیا۔ پھر مَیں نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک مکان میں ہیں۔ اور اس جگہ فوجی پہرہ ہے اور بینڈ باجا بج رہا ہے۔ بڑی شان و شوکت اور رونق ہے۔ مَیں نے آپ سے کہا۔ حضور شروع میں تو مجھے بڑا فکر تھا کہ یہ بڑے بڑے آدمی نکل گئے ہیں۔ اب کیا ہوگا لیکن خدا تعالےٰ نے خود ہی سب کام کر دیا۔ اور میری کیا حیثیت ہے میرے سب کام خدا تعالےٰ ہی کرتا ہے اور اسپر سخت رقت طاری ہوئی اور آنکھ کھل گئی +

مَیں یہ نہیں کہتا۔ کہ ہم میں کوئی کمزوری نہیں اور ہم ملائکہ کیطرح ہیں۔ مگر یہ میں کہتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے متعلق ہمارا عقیدہ حق ہے اور حضرت صاحب نبی تھے۔ اور ایسے نبی تھے۔ جیسے پہلے ہوئے ہیں۔ ہاں آپ براہ راست نبی نہیں۔ اور آپ کوئی جدید شریعت نہیں لائے۔ آپ اُمتی نبی ہیں یعنے نبی تو ہیں لیکن آپ کو نبوت ایک نبی کی اتباع میں ملی ہے۔ اس نبوت سے ہم کسی وقت بھی منکر نہیں۔ نہ پہلے تھے اور نہ اب ہیں +

خواب میں مَیں نے نبوت کے متعلق جو دلائل حضرت مسیح موعودؑ کو سنائے انہیں سے ایک آیت سے مَیں نے یہ استنباط کیا (وہ آیت یاد نہیں رہی) کہ ہم نبی بھیجتے رہتے ہیں لوگ ان کا مقابلہ کریں یا نہ کریں۔ انھیں مانیں یا نہ مانیں اب بھی نبی ضرور آئینگے۔ پس قل جاء الحق وزھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا۔ صداقت آگئی اور باطل بھاگ گیا۔ باطل ہمیشہ ہلاک اور تباہ ہی ہوا کرتا ہے۔ میں تو اسکے لئے بھی تیار ہوں۔ کہ آؤ وہی کریں جو نجران کے مسیحیوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ پیغام میں کفر کا فتوےٰ تو ہماری نسبت وہ دے ہی چکے ہیں۔ اگر انھیں جرأت ہے۔ تو آئیں۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ بڑی آسان بات ہے قسم ہی نہیں بلکہ مباہلہ کرلیں۔ جب کفر کا فتوےٰ دے چکے ہیں تو انھیں کوئی عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اور جب وہ مجھے کافر سمجھتے ہیں تو میرے لئے کیا روک ہے کہ میں ان سے مباہلہ نہ کروں مجھے جو کافر قرار دیتے ہیں مجھے ان سے مباہلہ جائز ہے +

وہ کہتے ہیں ہم قسم سے بھاگتے ہیں۔ میں قسم سے نہیں بھاگتا بلکہ مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ یہاں اسبات پر جھگڑا نہیں۔ کہ میں ولی ہوں یا نہیں۔ میں نیک ہوں یا نہیں بلکہ یہ کہ مسیح موعودؑ خدا کا سچا نبی ہے یا نہیں۔ میں باوجود اپنی کمزوریوں کے جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے ہی کامیاب کرے گا۔ اور میں انکی بزدلیوں سے واقف ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں کہ وہ مقابلہ پر کبھی نہیں آئینگے بلکہ خرگوشوں کیطرح میرے مقابلہ سے بھاگ جائینگے اور بہانہ بنا کر اس موت کے پیالہ کو ٹالنا چاہیں گے +

دعوت الی الخیر

پنجاب میں مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ان دنوں ضلع راولپنڈی میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ آپ کے مؤثر اور دلنشین وعظ غیر احمدی لوگوں کے لئے بفضل خدا بہت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے پچھلے ہفتے موضع خرم گوجر میں چار یوم رہکر خوب حق تبلیغ ادا کیا جسکی نسبت مصری خاں صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کے وعظوں کا لوگوں پر بہت عمدہ اثر ہوا۔ اور اب گاؤں میں ہر شخص کی زبان پر احمدیت کا چرچا ہے۔ وہ لوگ جو احمدیت کے نام سے بھاگتے تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر سے اسقدر متاثر ہوئے۔ کہ احمدیت کی تحقیق کرنی شروع کر دی۔ مستورات بھی مولوی صاحب کے لیکچروں کو سنتی رہی ہیں باوجودیکہ آجکل زمیندار بوجہ کثرت کار رات کو زیادہ بیٹھ نہیں سکتے۔ لیکن جو کوئی مولوی صاحب کی تقریر سننے کے لئے آتا۔ بغیر تقریر ختم ہوئے نہ جاتا تھا۔ پھر خانصاحب لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب کی تقریروں کا ایک فوری اثر یہ ہوا۔ کہ میرا حقیقی بھائی وارث خانصاحب غیر احمدی جو یہاں کا رئیس ہے۔ مولوی صاحب سے کہنے لگا۔ کہ صبح آپ ہمارے مولوی صاحب سے گفتگو کریں۔ تاکہ ہمیں سچ جھوٹ معلوم ہو جائے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ ہم کو بھی مولوی صاحب کی باتوں پر غور کرنی چاہیئے۔ دوسرے دن دو غیر احمدی مولویوں سے گفتگو ہوئی۔ لیکن وہ مولوی بالکل خاموش ہو گئے۔ اور تمام غیر احمدی حاضرین نے سمجھ لیا کہ انکے پاس کوئی دلیل اپنے دعووں کے ثبوت میں نہیں ہے۔ بالآخر مجلس اسبات پر برخاست ہوئی کہ وارث خاں صاحب نے کہا۔ ہم اور کوئی بڑا مولوی منگواتے ہیں۔ حفظ امن اور اخراجات کا میں ذمہ وار ہوں۔ ہمارے ان مولویوں سے کچھ بن نہیں پڑا۔ اگر ایسا ہی پھر ہوا تو میں احمدیت کی تصدیق کرنے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوں +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں نشانات ظاہر ہو چکے ہیں۔ اگر کوئی خدا ترسی اور تدبر سے کام لے تو ضرور اسپر حق کھل جاتا ہے۔ مخالف مولوی نہ اسوقت تک احمدیوں کے مقابلہ میں کبھی ٹھہر سکے ہیں اور نہ آیندہ ٹھہر سکتے ہیں کیونکہ باطل حق کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ حق اور صداقت ہمارے ساتھ ہے اس لئے خدا کے فضل سے کامیابی بھی ہم کو ہی ہوتی ہے۔ یہ ایک یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ ہر شخص کو اپنی بھلائی برائی کا خود فکر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ سنی سنائی باتوں میں آکر اپنی آخرت سے غافل اور بے فکر ہو کے بیٹھے رہنا۔ خدا تعالےٰ نے انسان کو عقل و فہم اسی لئے دی ہے کہ نیک و بد میں تمیز کر سکے۔ اور جب حق ظاہر ہو جائے تو کسی کے خوف سے اس کے قبول کرنے میں نہ جھجکے +

یہ اخبار دس صفحہ کا ہے۔ (مینیجر)